تحقیقی مجلہ ارمغانِ سرحد
pISSN: 3079-904X
eISSN: 3079-9058
(Research Journal: Armaghan-e-Sarhad) (Vol:2, Issue:2, 2025) جلد ۲، شمارہ ۲، جولائی تا دسمبر ۲۰۲۵ء
شعبہ اردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

"Safarnama: A Mirror of Observations, Impressions, and Literary Creation"

"سفر نامہ: مشاہدات، تاثرات اور ادبی تخلیق کا ایک آئینہ"

نوید اختر
لیکچرار اُردو، آنسی ڈگری کالج مردان

Naveed Akhtar
Lecture in Urdu Aansi Degree College Mardan

Abstract:

This paper explores Safarnama (travelogue) in Urdu literature, highlighting its significance as a medium for recording observations, experiences, and literary expression. The term Safarnama combines the Arabic word Safar (journey) and the Persian word Nama (written account), encompassing travel narratives that document a traveler's experiences, impressions, and encounters. Historically, travelogues have served as important sources of geographical, historical, and cultural knowledge, especially when mobility was limited and information about distant lands was scarce. In addition to factual reporting, Urdu Safarnama reflects social customs, religious practices, and the personal insights of the traveler, offering readers both informative and aesthetic pleasure. This paper examines the essential features of travelogues, including curiosity, attention to detail, selection of events, the interplay of external observations and internal reflections, and the role of style in engaging readers. Furthermore, it classifies Urdu travelogues into groups based on geography, theme, and literary style, discussing notable examples ranging from early descriptive accounts to humorous and poetic narratives. The study concludes that Safarnama in Urdu literature is not merely a record of journeys but a distinct literary genre that blends observation, personal experience, and creative expression, enriching readers' understanding of diverse cultures and human experiences.

Keywords: Travel, Literary Genre, Travel Narratives, Observations and Experiences, Cultural Insights, Historical Travel Accounts

سفر مستعمل معنوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کو کہتے ہیں۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی مسافت طے کرنا، مسافرت کرنا، سیاحت کے لیے نکلنا یا ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہونا ہیں۔ اردو زبان میں یہ لفظ عربی سے مستعار لیا گیا ہے۔ مختلف لغات میں سفر کے معنی مسافرت، کوچ، دور جانا، یاترا، سیاحت، رہ روی، شہر سے باہر جانا اور چلا کے بھی درج ہیں۔ نامہ فارسی زبان کا لفظ ہے جس

کے لغوی معنی لکھے ہوئے خط، فرمان یا مجموعی طور پر تحریر شدہ عبارت کے ہیں۔ اس طرح عربی کے لفظ "سفر" اور فارسی کے لفظ "نامہ" کے امتزاج سے "سفر نامہ" کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔ سفر نامہ نسبتاً جدید اصطلاح ہے۔ عربی میں اس کے لیے "رحلۃ" اور انگریزی میں "Travelogue" کے الفاظ مستعمل ہیں۔ اردو میں سفر نامے کے معنی رودادِ سفر، داستانِ سفر، حالاتِ سفر، تفصیلِ سفر یا سفر کے قصے کے ہیں، جنھیں تحریری صورت میں پیش کیا گیا ہو۔ یہ سفری تجربات، مشاہدات اور تاثرات کو قلم بند کرنے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ بعض لغات میں سفر نامے کے معنی سفر کے حالات پر مبنی کتاب یا سیاحت نامہ بھی درج ہیں۔ ہر سفر، سفر کرنے والے پر اپنے تاثرات ضرور چھوڑتا ہے اور اس کی روداد سننے والے نہ صرف اس سے محظوظ ہوتے ہیں بلکہ مستفید بھی ہوتے ہیں۔ مسافر دورانِ سفر جن حالات، واقعات اور مقامات سے متاثر ہوتا ہے، انھیں اپنے قارئین کے لیے قلم بند کر دیتا ہے۔ آغا محمد طاہر، نبیرہ آزاد، "سیر ایران" کے دیباچے میں سفر نامے کے متعلق لکھتے ہیں:

> "سفر ناموں میں انسانی زندگی کے ان گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو تاریخ، ادب اور جغرافیہ کی دوسری کتابوں میں تاریک چھوڑ دیے گئے ہیں، جیسے معاشرتی طور طریقے، رواج و عقائد، مذہبی تعلقات، تجارتی و صنعتی خصوصیات، فرقے، زبانیں اور شکل و صورت۔ یہ خصوصیات سفر نامے کو جغرافیہ کی دوسری کتابوں سے منفرد کر دیتی ہیں۔"(۱)

سفر نامے صرف حالات و واقعات اور مشاہدات و تجربات کا مجموعہ نہیں ہوتے بلکہ ان سے زندگی کے نئے زاویے بھی سامنے آتے ہیں۔ ایک سیاح دورانِ سفر جن ممالک سے گزرتا ہے، وہاں کی جن چیزوں کو دیکھتا اور جن سے متاثر ہوتا ہے، انھیں سفر نامے کی صورت میں مرتب کرتا ہے۔ اس اعتبار سے سفر نامہ ایک قسم کی وقائع نگاری ہے، کیونکہ اس سے اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک کے ایسے حالات و واقعات کا پتا چلتا ہے جن کے بارے میں عام لوگ سوچ بھی نہیں سکتے۔ سفر نامے کے متعلق ابو الاعجاز حفیظ صدیقی لکھتے ہیں:

> "ایک سیاح جب اپنے جغرافیائی اور سماجی گردوپیش سے نکل کر کسی دوسرے مقام پر پہنچتا ہے تو اسے وہ تمام چیزیں، جو اس کے مولد و منشا کے مانوس ماحول سے مختلف ہوتی ہیں، اختلافِ ماحول اور اختلافِ معاشرت کے باعث دل چسپ اور استعجاب انگیز نظر آتی ہیں، اور جو باتیں مشترک ہوتی ہیں وہ اپنے اشتراک کے باعث دلچسپ معلوم ہوتی ہیں۔ وہ انھیں دوسروں کے لیے قلم بند کر لیتا ہے۔ ایسی تحریر کو ہم ادبی اصطلاح میں سفر نامہ کہتے ہیں۔"(۲)

سفر نامہ ایک قدیم بیانیہ صنفِ ادب ہے جو انسان کی سیماب فطرت کے باعث وجود میں آئی۔ سفر نامہ نگار دورانِ سفر یا سفر سے واپسی پر اپنے سفری مشاہدات، تجربات، تاثرات اور احساسات کو ترتیب دے کر تحریری شکل میں قارئین کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ یہی روداد یا رپورتاژ سفر نامہ کہلاتی ہے۔ ڈاکٹر انور سدید سفر نامے کے متعلق لکھتے ہیں:

> "سفر نامہ کا شمار اردو زبان کی بیانیہ اصناف میں ہوتا ہے۔ چونکہ سفر نامہ چشم دید واقعات پر مبنی ہوتا ہے، اس لیے سفر اس کی اساسی شرط ہے۔ بادی النظر میں سفر کے ساتھ انجانے دیسوں کی سیر، نئے

فضاؤں سے واقفیت اور انوکھے مناظر کے مشاہدے کا تصور وابستہ ہے۔ اس لیے سفر میں تحیر کا عنصر فطری طور پر شامل ہوتا ہے اور یہی تحیر انسان کو سفر پر اکساتا رہتا ہے۔ سفر کی نوعیت خواہ کیسی بھی ہو، سیاح یا مسافر کے وابستگان اس بات کے آرزو مند ہوتے ہیں کہ تجرباتِ سفر سے زیادہ سے زیادہ آگہی حاصل کر کے اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔ یہ رجحان ان معاشروں میں زیادہ شدت کے ساتھ سامنے آتا ہے جہاں افراد ایک مخصوص تہذیبی اور نظریاتی چار دیواری میں محصور ہوں اور انہیں اس چار دیواری سے باہر نکلنے کے مواقع کم میسر ہوں۔ ایسے معاشرے میں دور دیس کی ہر چیز الف لیلوی نظر آتی ہے اور قاری کرید کرید کر معلوم کرنا چاہتا ہے کہ مسافر نے کیا دیکھا، سفر کیسا گزرا اور اس نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ چنانچہ جو لوگ خود سفر نہیں کر پاتے وہ کوائف سن کر ہی اپنے ذوقِ سفر کو تسکین دے لیتے ہیں۔"(۳)

سفر خواہ کسی بھی نوعیت کا ہو اور کسی بھی مقصد کے لیے کیا گیا ہو، مسافر کو اپنے تجربات اپنے عزیزوں اور دوستوں کو سنانے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ اس کے وابستگان اس سے کرید کرید کر پوچھتے ہیں کہ اس نے کیا دیکھا اور سفر کیسا گزرا۔ مولانا شبلی نعمانیؒ اپنے سفر نامہ "روم و مصر و شام" میں سفر نامے کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سفر نامہ میں جس قسم کی اطلاعیں لازمی اور ضروری ہیں، یعنی ملک کی اجمالی حالت، انتظام کا طریقہ، عدالت کے اصول، تجارت کی کیفیت، عمارتوں کے نقشے ـــ ان میں سے ایک چیز بھی سفر نامہ میں نہیں؛ البتہ معاشرت اور علمی حالت کے متعلق متعدد واقعات ہیں، اگرچہ وہ بھی اس تفصیل کے ساتھ نہیں ہیں جس قدر ہونے چاہئیں۔"(۴)

ایسے سفر نامے جو ادبی، علمی، تاریخی، مذہبی، جغرافیائی اور سوانحی حالات و واقعات سے مزین ہوں زیادہ مقبول ہوئے اور عوام نے ان کی بڑی قدر کی۔ ان تحریروں سے لوگوں نے بھرپور استفادہ بھی کیا۔ سفر نامہ نگار کو چاہیے کہ وہ دورانِ سفر پیش آنے والے واقعات و حالات کو دیانت داری کے ساتھ بیان کرے تاکہ قارئین کی معلومات میں اضافہ ہو اور وہ اسے دادِ تحسین پیش کریں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی سفر نامے کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سفر ایک طرح کی 'روداد یا رپورتاژ' ہے جسے آپ بیتی کی ایک شکل کہا جا سکتا ہے۔ سفر نامے کی عمدگی اور دل چسپی دو باتوں پر منحصر ہوتی ہے: ایک واقعاتِ سفر کی ندرت و جدت، اور دوسرے اندازِ بیان میں تازگی۔ دل چسپی اور مقبولیت کے لحاظ سے ایک معیاری سفر نامہ ناول و افسانے سے کسی طرح کم نہیں۔ دورِ جدید میں اردو اصنافِ نثر میں سفر نامہ ایک امتیازی اور منفرد صنف کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔"(۵)

ایک اچھا سفر نامہ لکھنے کے لیے مشاہدے کی گہرائی، ثقافتی مطالعے کا سلیقہ، اختلافات کے باوجود بنی نوعِ انسان کی سیاسی و انسانی وحدت کا شعور، اور اجنبی دیس کی زندگی کا ایسا درست تعارف ضروری ہے جو صداقت پر مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ قارئین کے لیے دل چسپ، خیال انگیز اور بصیرت افروز بھی ہو۔ ایک معیاری سفر نامے میں تخیل کی مناسب رنگ آمیزی بھی ضروری ہے، کیونکہ سپاٹ اور بے رنگ اندازِ بیان قاری کو اکتا دیتا ہے۔

مرزا حامد بیگ سفر نامے کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''سفر نامہ ہر ادب کی ایک مستقل بیانیہ صنف ہے، جس میں خارجی مشاہدے کو تخیل پر فوقیت حاصل ہے۔ البتہ سفر سے متعلق ہونے کے باعث سفر نامے میں تحیر کا عنصر نمایاں تر ہے لیکن یاد رہے کہ مستقل ادبی صنف ہونے کے ناطے سفر نامے کی پیش کش ادبی نوع کی ہوگی نہ کہ مسافر کا بیان۔ اس لیے کہ یہ امر مجبوری سفر اختیار کرنے والے ہر مسافر کا سفری احوال ادب کی ایک مستقل صنف سفر نامہ یا سیاحت نامہ کہلائے گا۔''(۶)

سفر نامہ محض سفر کی سرگزشت نہیں بلکہ ایک باقاعدہ ادبی تخلیق ہے جس میں خارجی مشاہدہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ سفر نامہ اپنے اندر بے شمار دل کش پہلو سمیٹے ہوتا ہے۔ اس کی تاریخی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے، لیکن اس سے بڑھ کر یہ اپنے عہد کے تہذیبی، معاشرتی اور ثقافتی حالات کی جیتی جاگتی تصویر بھی پیش کرتا ہے۔ مصنف کی قوتِ مشاہدہ اور طرزِ بیان اس میں رنگینی اور دل کشی پیدا کر دیتے ہیں، جس سے یہ محض معلوماتی تحریر نہیں رہتا بلکہ ادبی تجربہ بن جاتا ہے۔

ڈاکٹر قدسیہ قریشی لکھتی ہیں:

> ''ہر زبان کے ادب میں سفر ناموں یا سیاحت ناموں کی ایک خاص اہمیت رہی ہے۔ یہ وہ صنف ادب ہے کہ جو معلومات بھی بہم پہنچاتی ہے، بصیرت بھی دیتی ہے اور پڑھنے والوں کو تخلیقی ادب کا لطف و انبساط بھی فراہم کرتی ہے۔ اس کے ذریعے قاری دنیا کی دوسری قوموں کے تہذیبی، جغرافیائی اور تمدنی حالات کی آگاہی حاصل کر کے انسانی فطرت کی وسعتوں سے آشنا ہوتا ہے۔''(۷)

چنانچہ سفر نامہ علم و آگہی کے ساتھ ساتھ جمالیاتی مسرت کا وسیلہ بھی ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر کے نزدیک ایک کامیاب سفر نامہ نگار کے لیے چند بنیادی اوصاف ناگزیر ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''میں سمجھتا ہوں کہ سفر نامہ نگار کے پاس (ایک) کھلا ذہن ہو (دوسرے) مشاہدہ کرنے والی آنکھ (تیسرے) بدیشی ماحول سے مطابقت کی صلاحیت اور (چوتھے) خوش آہنگ نثر لکھنے والا قلم۔ یہ چار عناصر ہوں تو ایک دلچسپ، اچھا اور قابل مطالعہ سفر نامہ معرض وجود میں آتا ہے۔''(۸)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر نامے کا موضوع محض جغرافیائی کوائف نہیں بلکہ انسان اور انسانی زندگی ہے۔ البتہ بعض اوقات جغرافیائی ماحول اور تاریخی پس منظر کسی خطے کی انسانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں، اس لیے ان سے اعتنا کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

درحقیقت سفر نامہ نویسی کا آغاز تاریخ نویسی کے ساتھ ساتھ ہوا اور ایک عرصے تک دونوں میں واضح امتیاز نہیں کیا جاتا تھا۔ تاریخ کے کئی اہم واقعات انہی سفر ناموں کے وسیلے سے محفوظ ہوئے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

''سفر انسان کو قوموں کی سرگزشت اور ملکوں کی تاریخ کا بالواسطہ علم بخشتا ہے۔ جس طرح سائنس کے معلموں میں حقائق کا ادراک ہوتا ہے اسی طرح سفر سے صفات انسانی کی حقیقتوں کا علم ہوتا ہے اور مختلف اقوام کے امزجہ وطبائع کا پتہ چلتا ہے۔''(۹)

سفر نامہ ایک ایسی ہمہ گیر تصنیف ہے جو بیک وقت خط، خبر، مکالمہ، ناول، افسانہ اور آپ بیتی کے اثرات قبول کرتی ہے۔ اسی بناپر اسے ''امُ الاصناف'' بھی کہا گیا ہے، کیونکہ اس میں مختلف اصنافِ ادب کی خصوصیات یک جا ہو جاتی ہیں، مگر اس کے باوجود اس کی اپنی شناخت برقرار رہتی ہے۔ سعید احمد کے الفاظ میں:

''سفر نامہ ایک بیانیہ صنف ادب ہے۔ جس میں سیاح یا مسافر دورانِ سفر یا سفر کے اختتام پر کسی ملک یا شہر کے بارے میں اپنے تجربات، مشاہدات اور تاثرات قلم بند کرتا ہے۔ یہ واحد صنف ہے جس میں بہت سی اصناف کی علمی خوبیاں موجود ہوتی ہیں۔ اسی لیے اس کو امُ الاصناف کہا گیا ہے۔ اس کو علم و آگہی کی دستاویز سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔''(۱۰)

سفر نامہ چشم دید واقعات، داستان طرازی اور سماجی علوم—جغرافیہ، تاریخ، سیاسیات، بشریات اور عمرانیات—کے امتزاج سے تشکیل پاتا ہے۔ مولانا آفتاب اظہر صدیقی لکھتے ہیں:

''کسی بھی سفر نامے کو پڑھ کر کسی ملک و قوم کی خوش حالی، ترقی، روایت، تہذیب و ثقافت اور جغرافیائی حدود کا علم ہوتا ہے۔ سفر نامہ لکھنے والا واقعات و حادثات کا خود شاہد ہوتا ہے اور دوسروں کے سہارے کے بغیر اپنی داستانِ سفر رقم کرتا ہے۔''(۱۱)

یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سفر انسان کے تجربات میں اضافہ کرتا اور اس کی قوتِ فیصلہ کو مضبوط بناتا ہے، لیکن قاری کو چاہیے کہ وہ سفر نامہ نگار کی ہر بات بلا تحقیق قبول نہ کرے۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی اس بارے میں تنبیہ کرتے ہیں:

''خیال رہے کہ کسی سفر نامے کے مندرجات پر آنکھیں بند کر کے یقین رکھنا درست نہیں کیونکہ ایک تو دور دراز مقامات پر کسی سیاح کو جو کچھ نظر آیا ضروری نہیں کہ اس نے اسے صحیح زاویے سے اور صحیح پس منظر میں دیکھا ہو اور پھر بقول سعدی ''جہاں دیدہ بسیار گوید دروغ''۔ سفر نامہ لکھنے والے حضرات عموماً زیب داستاں کی خواہش سے کامل اجتناب نہیں برت سکتے۔''(۱۲)

سفر نامہ نگار جب کسی ملک کی سیر کرتا ہے تو وہاں کی سیاسی، تہذیبی اور سماجی زندگی کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتا ہے۔ اس کی تحریر دو اجنبی تہذیبوں کے درمیان حائل پردوں کو چاک کرتی ہے اور قاری کے مطالعے میں وسعت پیدا کرتی ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا کے مطابق:

''سیاح کا امتیازی وصف یہ ہے، کہ وہ اپنے گھر، نام اور پیشے سے قطعاً منقطع اور بے نیاز ہو کر کسی غیر مادی شے کی طرح سبک اور لطیف ہو جاتا ہے اور بندھنوں اور حد بندیوں کو تج کر ایک آوارہ جھونکے کی سی آزادہ روی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ مسافر کی حالت تو اس پتنگے کی سی ہے جو مکڑی کے جالے میں قید ہو اور جالے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اور ایک منزل سے دوسری منزل تک جانے کی ڈور سے بندھا ہو ابڑھتا چلا جائے، لیکن سیاح مکڑی کے جالے سے یکسر آزاد ہے۔ گھر کی دیواروں اور منزل کے دھاگوں سے بھی اسے کوئی سروکار نہیں۔ سیاح تو اپنا راستہ خود بناتا ہے اور مسافر حرکت کرتے ہوئے بھی حرکت کی نفی کرتا ہے۔''(۱۳)

سفر علم و آگہی کا ذریعہ بھی ہے اور مطالعے کی وسعت کا راز بھی۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے الفاظ اس حقیقت کی گواہی دیتے ہیں:

''میں نے آدھا علم سفر سے حاصل کیا ہے۔ مطالعہ کی تنہائیوں نے مجھے ذہنی بالیدگی بخشی لیکن سفر کے مشاہدوں نے میری نگاہ کو وسعت دی۔ جو لوگ سفر نہیں کرتے وہ بسم اللہ کے گنبد میں رہتے ہیں۔''(۱۴)

فنی اعتبار سے سفر نامہ ایک تخلیقی تجربہ ہے جس کے کچھ بنیادی تقاضے ہیں۔ اس کی پہلی شرط خود سفر ہے، کیونکہ یہی تجربہ اسے صداقت بخشتا ہے۔ قدیم زمانے میں مسافر کی واپسی پر لوگ اس کے گرد جمع ہو کر سفر کے احوال سنتے تھے؛ آج یہی روایت ادبی قالب میں ڈھل کر سفر نامہ بن چکی ہے جو معلومات کے ساتھ حظ آفرینی بھی پیدا کرتا ہے۔

ایک عمدہ سفر نامے کی بنیاد قوتِ مشاہدہ پر استوار ہوتی ہے۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

''سفر نامہ ایک ایسی صنف ادب ہے جس میں مشاہدے کی قوت سب سے زیادہ روبہ عمل آتی ہے۔ سفر نامہ نگار اپنے عہد کو زندہ حالت میں دیکھتا ہے اور زندگی کے اس مشاہدے کو سفر نامے میں یوں منتقل کر دیتا ہے کہ آنے والا زمانہ اس دور کی روح کا تحرک محسوس کر لیتا ہے اور اس میں مکمل کامیابی اس وقت ہوتی ہے جب سفر نامہ نگار ادب کے جملہ تقاضوں سے بخوبی واقف ہو اور مشاہدے کو تخلیقی انداز میں پیش کرنے کی قوت رکھتا ہو۔''(۱۵)

حقیقت نگاری سفر نامے کی روح ہے، کیونکہ اس کا بنیادی مقصد انجانے دیس کی درست تصویر پیش کرنا ہے۔ ڈاکٹر ظہور اعوان کے الفاظ میں:

''سفر نامہ نگار سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس نے حقیقت کی پٹڑی سے نہیں اترنا۔ اسے جو کچھ کہنا ہے سچ کہنا ہے۔ سچ کے سوا کچھ نہیں کہنا۔''(۱۶)

یوں سفر نامہ مصنف کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ وہ خارجی ماحول سے مواد اخذ کرتا ہے اور حقیقت کے قریب تر رہنے کی کوشش کرتا ہے، کیونکہ تخیل کی بے جا آمیزش اس صنف کو کمزور کر سکتی ہے۔ ایک کامیاب سفر نامہ وہی ہے جو مشاہدے کی گہرائی، بیان کی دل

کشی اور حقیقت کی پاس داری کے ساتھ قاری کو نہ صرف معلومات فراہم کرے بلکہ اسے ایک زندہ اور متحرک تجربے میں شریک بھی کر دے۔

سفر نامہ قاری کی معلومات میں اضافہ کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ سفر نامہ نگار مختلف ممالک کے بارے میں تاریخی اور جغرافیائی معلومات فراہم کرتا ہے، جس سے قاری کے علم میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ وہ محض تاریخی حقائق پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ متعلقہ ملک کی معاشرتی زندگی، رسوم و رواج اور طرزِ بود و باش کو بھی دل چسپ اور سادہ انداز میں بیان کرتا ہے۔ اسے پڑھ کر قاری اس ملک کے حالات و ثقافت سے بخوبی آگاہ ہو جاتا ہے۔

قدیم زمانے میں سفر نامے معلومات کے حصول کا نہایت اہم وسیلہ سمجھے جاتے تھے، کیونکہ اُس دور میں آمد و رفت کے ذرائع زیادہ ترقی یافتہ نہیں تھے اور لوگ دیگر ممالک کے بارے میں بہت کم جانتے تھے۔ اسی لیے سفر نامے شوق سے پڑھے جاتے تھے۔ جدید دور میں بھی سفر نامہ اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہے؛ فرق صرف یہ ہے کہ اب یہ معلومات کے ساتھ ساتھ تفریح کا پہلو بھی لیے ہوتا ہے، جس کے باعث قاری اسے زیادہ دل چسپی سے پڑھتا ہے۔

اس ضمن میں پروفیسر تنویر حسین لکھتے ہیں:

> ''سفر نامہ کسی بھی ملک یا خطے کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کا ایک مثبت ذریعہ ہے۔''(۱۷)

جب کہ ڈاکٹر خالد محمود کے مطابق:

> ''تاریخ، جغرافیہ، تہذیب، تمدن، تعلیم و تربیت، سیاست، معاشرت، مذہب، ادب اور اقتصادیات ـــ غرض بیسیوں ایسے موضوعات ہیں جو قدیم سفر ناموں کے دامن میں ہیرے جواہرات کی طرح جگمگاتے ہیں۔ پرانے زمانے میں جب آمد و رفت دشوار تھی، اس قسم کے معلومات افزا واقعات اپنے اندر بڑی کشش رکھتے تھے۔''(۱۸)

تجسس سفر نامے کا ایک نہایت اہم عنصر ہے۔ بعض سفر نامے اس قدر تجسس سے بھرپور ہوتے ہیں کہ قاری کو ابتدا سے انتہا تک اپنے ساتھ باندھے رکھتے ہیں۔ سفر نامے میں جستجو کا یہ عمل مسلسل جاری رہتا ہے۔ تجسس ایک طرف دل چسپی پیدا کرتا ہے اور دوسری طرف قاری کو آئندہ واقعات جاننے کے لیے بے قرار رکھتا ہے۔ ہر لمحہ یہ سوال ابھرتا ہے کہ آگے کیا ہو گا؟ یوں قاری اختتام تک خود کو سفر نامے سے الگ نہیں کر پاتا۔

سفر نامہ نگار واقعات کو اس مہارت سے ترتیب دیتا ہے کہ قاری کی توجہ برقرار رہے۔ اسے چاہیے کہ ایسے واقعات اور بیانات کا انتخاب کرے جو لمحہ بہ لمحہ تجسس میں اضافہ کریں۔ آغاز اس قدر پرکشش ہو کہ قاری پوری تحریر پڑھنے پر آمادہ ہو جائے۔ البتہ یہ تجسس فطری اور حقیقی ہونا چاہیے؛ مصنوعی اور بناوٹی تجسس سفر نامے کو بے لطف اور پھیکا بنا دیتا ہے۔

سفر نامے میں مصنف کے مشاہدے میں آنے والی جزئیات کو نہایت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ ان دیکھی دنیاؤں کے بارے میں قاری جو کچھ جاننا چاہتا ہے، وہ سب سفر نامے میں سلیقے سے پیش کیا جانا چاہیے۔ مبالغے کے بجائے حقیقت کا بیان ہو اور مناظر و واقعات کو دل چسپ انداز میں اس طرح پیش کیا جائے کہ قاری لطف اندوز ہو۔

سفر نامہ نگار پر لازم ہے کہ وہ سفر کی جزئیات کو مؤثر انداز میں بیان کرے اور ان تمام مقامات و اشیا کا ذکر کرے جو اس کے مشاہدے کا حصہ رہی ہوں۔ بیان اس قدر جاندار ہو کہ قاری خود کو اس منظر کا حصہ محسوس کرے۔

سفر نامے کی تکنیک میں واقعات کا موزوں انتخاب بنیادی شرط ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سفر نامہ نگار دورانِ سفر پیش آنے والے اہم اور معنی خیز واقعات کو قلم بند کرے اور غیر ضروری تفصیلات سے گریز کرے۔ وہ اپنے گرد و پیش کا باریک بینی سے جائزہ لیتا ہے اور بصیرت کے ساتھ مناظر و حالات کا انتخاب کرتا ہے۔

چنانچہ سفر نامہ نگار کو چاہیے کہ وہ اپنی تحریر کو ناول یا افسانے کا رنگ دینے کے بجائے ایک سچے سیاح کی حیثیت سے پیش کرے۔

سفر نامے میں تخیل کے مقابلے میں مشاہدے کو زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے، تاہم خارجیت کے ساتھ داخلیت کا عنصر بھی ناگزیر ہے۔ سفر نامہ نگار اپنی شخصیت کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے اور خارجی مناظر کو اپنی باطنی کیفیات کے ساتھ ہم آہنگ کر کے پیش کرتا ہے۔ یوں قاری صرف بیرونی دنیا کی سیر ہی نہیں کرتا بلکہ سیاح کی داخلی دنیا سے بھی آشنا ہوتا ہے۔

چونکہ سفر نامہ عام قارئین کے لیے تحریر کیا جاتا ہے، اس لیے اس کا اسلوب سادہ، سلیس اور عام فہم ہونا چاہیے۔ زبان میں روانی اور شگفتگی ہو تاکہ قاری آسانی سے لطف اندوز ہو سکے۔ سفر نامہ چشم دید واقعات کا مرقع ہوتا ہے، اس لیے مصنف اپنے تجربات، مشاہدات اور تاثرات کو دل نشین انداز میں قلم بند کرتا ہے۔

ایک کامیاب سفر نامے کی مقبولیت بڑی حد تک اس کے خوش گوار اسلوب پر منحصر ہوتی ہے۔ ہر سفر نامہ نگار کا زاویۂ نظر مختلف ہوتا ہے؛ ایک ہی منظر کو دو سیاح دیکھیں تو بیان کا انداز جداگانہ ہو گا۔ یہی انفرادی اسلوب سفر نامے کو انفرادیت عطا کرتا ہے۔

اردو ادب میں سفر نامے مختلف گروہوں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں۔ پہلا گروہ اُن سفر ناموں پر مشتمل ہے جو پاکستان سے باہر کے ممالک کی سیاحت کے بارے میں ہیں، جنہیں ہم بیرونِ ملک کے سفر نامے کہتے ہیں، جن میں یورپ اور مشرقی ممالک کے سفر نامے شامل ہیں۔ دوسرا گروہ اندرونِ ملک سفر ناموں کا ہے، جو پاکستان کے مختلف علاقوں جیسے شمالی علاقہ جات، پنجاب، سندھ اور بلوچستان کی سیر و سیاحت پر مبنی ہیں، جیسے "اجنبی اپنے دیس میں" (بلوچستان)، "سندھ بہتا رہا" (اندرون سندھ) اور "پیار کا پہلا پنجاب" (پنجاب)۔ تیسرا گروہ موضوعی بنیاد پر مرتب شدہ سفر نامے ہیں، جن میں حج و زیارت یا مقاماتِ مقدسہ سے متعلق سفر نامے شامل ہیں، جنہیں مذہبی سفر نامے یا حج نامہ کہا جاتا ہے، جیسے خواجہ حسن نظامی کا "حجاز و مصر و شام"، نواب سلطان جہاں کا "سفر نامہ حجاز"، الیاس برنی کا "صراط الحمید"، اور بیگم حسرت موہانی کا "سفر نامہ حجاز"۔ اس کے علاوہ، اسلوب کے لحاظ سے بھی سفر ناموں کی تقسیم کی جا سکتی ہے، یعنی یہ مزاحیہ ہوں یا سنجیدہ۔ مزاحیہ سفر ناموں میں سفر نامہ نگار دورانِ سفر مزاحیہ اور طنزیہ پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں، جیسے ابن انشاء کے "چلتے ہو تو چین چلیے"، "آوارہ گرد کی ڈائری" اور "دنیا گول ہے"، عطاء الحق قاسمی کا "شوقِ آوارگی"، اور کرنل محمد خان کے "بسلامت روی" و "بجنگ

آمد"۔ روایتی اسلوب والے سفرناموں میں جغرافیائی، تاریخی اور مذہبی حقائق کی تفصیل زیادہ ہوتی ہے اور یہ قاری کو ٹورسٹ گائیڈ کی طرح رہنمائی فراہم کرتے ہیں، جبکہ سنجیدہ اسلوب والے سفرنامے منطقی بنیادوں اور گہرے مشاہدات کے ساتھ وارداتِ قلبی اور باطنی تجربات کو آشکار کرتے ہیں۔ اردو میں کچھ سفرنامے بچوں کے لیے بھی مخصوص ہیں، جیسے مسعود احمد برکاتی اور حکیم محمد سعید کا "دو ملک دو مسافر"۔ اس کے علاوہ، اردو ادب میں منظوم سفرنامے بھی موجود ہیں، جیسے میر تقی میر کا "نسنگ نامہ"، قاضی عارف حسین کا "گل زارِ عرب"، جگن ناتھ آزاد کا "وطن میں اجنبی" اور ع۔ س مسلم کا "سفرنامہ محبوبیہ"، جہاں شعرا نے اپنے مشاہدات و واقعات کو نظم کی صورت میں قلم بند کیا۔ یوں اردو ادب میں سفرنامہ زبان و بیان کے متنوع اسالیب سے آشنا ہو کر ایک مضبوط اور محکم ادبی صنف کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

حوالہ جات

1۔ آغا محمد طاہر نبیرہ آزاد دیباچہ: "سیر ایران"، محمد حسین آزاد، کریمی پریس لاہور، ۱۸۸۶ء، ص ۷

2۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی، "اصناف ادب"، سنگ پبلشرز لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۳۴۷

3۔ انور سدید، ڈاکٹر، "اردو ادب میں سفرنامہ"، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۴۷

4۔ شبلی نعمانی، مولانا، "سفرنامہ روم و مصر و شام"، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ (یوپی) انڈیا، ۲۰۱۵ء، ص ۱۴

5۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، "اصناف ادب"، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۸۸۔۱۸۹

6۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، "اردو سفرنامے کی مختصر تاریخ"، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۸۷ء، ص ۱۰

7۔ قدسیہ قریشی، ڈاکٹر، "اردو سفرنامے انیسویں صدی میں"، ص ۱۵

8۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، "اردو کا پہلا سفرنامہ عجائبات فرنگ"، مشمولہ: سہ ماہی الزبیر اردو اکیڈمی بہاولپور، سفرنامہ نمبر ۱۹۹۸ء، ص ۱۳۱

9۔ محبوب الرحمن فاروقی، پیش لفظ: "آج کل اور سفرنامہ"، پبلی کیشنز ڈویژن دہلی، ۲۰۰۰ء

10۔ سعید احمد، "آزادی کے بعد اُردو سفرنامہ"، عرشیہ پبلی کیشنز دہلی، بار اول ۲۰۱۲ء، ص ۹

11۔ آفتاب اظہر صدیقی، مولانا، "فنِ مضمون نگاری"، مکتبہ العارف دیوبند، منگلور، ۲۰۱۶ء، ص ۱۱۱

12۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی، "اصناف ادب"، سنگت پبلشرز لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۳۴۸

13۔ وزیر آغا ڈاکٹر، "سفرنامے کی بحث"، مشمولہ: سہ ماہی اوراق، لاہور، سالنامہ ۱۹۷۸ء، ص ۲۷

14۔ محبوب الرحمن فاروقی، پیش لفظ: "آج کل اور سفرنامہ"، پبلی کیشنز ڈویژن دہلی، ۲۰۰۰ء

15۔ انور سدید ڈاکٹر، "اردو ادب میں سفرنامہ"، ص ۵۹

16۔ ظہور احمد اعوان، ڈاکٹر، "انقلاب کے دیس میں"، الوقار پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۲

17۔ تنویر حسین، "اصناف ادب اردو"، مقبول اکیڈمی سرکلر روڈ، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۲۳۰

18۔ خالد محمود، ڈاکٹر "اردو سفرناموں کا تنقیدی مطالعہ"، قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان نئی دہلی، بار دوم ۲۰۱۱ء، ص ۲۹

References:

1. Agha Muhammad Tahir Nibra, *Azad*, Dibaacha: *“Seer Iran”*, Muhammad Hussain Azad, Kareemi Press, Lahore, 1886, p. 7
2. Abu Al-Ijaz Hafeez Siddiqi, *“Asnaaf-e-Adab”*, Sang Publishers, Lahore, 2012, p. 347
3. Anwar Sadeed, Dr., *“Urdu Adab Mein Safarnama”*, Maghribi Pakistan Urdu Academy, Lahore, 1987, p. 47
4. Shibli Numani, Maulana, *“Safarnama Rome wa Misr wa Sham”*, Darul Musannifeen Shibli Academy, Azamgarh (UP), India, 2015, p. 14
5. Rafiuddin Hashmi, Dr., *“Asnaaf-e-Adab”*, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2008, pp. 188–189
6. Mirza Hamid Baig, Dr., *“Urdu Safarname Ki Mukhtasir Tareekh”*, Muqtadara Qaumi Zuban, Islamabad, 1987, p. 10
7. Qudsia Qureshi, Dr., *“Urdu Safarname Anisveen Sadi Mein”*, p. 15
8. Saleem Akhtar, Dr., *“Urdu Ka Pehla Safarnama ‘Ajaibaat Farang’”*, Mashmoola: Seh-Mahai Al-Zubair Urdu Academy Bahawalpur, Safarnama No. 1998, p. 131
9. Mehboob ur Rehman Farooqi, Preface: *“Aaj Kal Aur Safarnama”*, Publications Division, Delhi, 2000
10. Saeed Ahmad, *“Azadi Ke Baad Urdu Safarnama”*, Arshiya Publications, Delhi, First Edition 2012, p. 9
11. Aftab Azhar Siddiqi, Maulana, *“Fun-e-Mazmoon Nigari”*, Maktaba Al-Arif, Deoband/Mangalore, 2016, p. 111
12. Abu Al-Ijaz Hafeez Siddiqi, *“Asnaaf-e-Adab”*, Sangat Publishers, Lahore, 2012, p. 348
13. Wazir Agha, Dr., *“Safarname Ki Bahas”*, Mashmoola: Seh-Mahai Auraaq, Lahore, Annual 1978, p. 27
14. Mehboob ur Rehman Farooqi, Preface: *“Aaj Kal Aur Safarnama”*, Publications Division, Delhi, 2000
15. Anwar Sadeed, Dr., *“Urdu Adab Mein Safarnama”*, p. 59

16. Zahoor Ahmad Awan, Dr., *"Inqilab Ke Des Mein"*, Al-Waqar Publications, Lahore, 2009, p. 2
17. Tanveer Hussain, *"Asnaaf-e-Adab Urdu"*, Maqbool Academy, Circular Road, Lahore, 2016, p. 230
18. Khalid Mahmood, Dr., *"Urdu Safarnamon Ka Tanqeedi Mutala"*, Qaumi Council Baraye Farogh-e-Urdu Zuban, New Delhi, Second Edition 2011, p. 29